اسلامی شریعت کی روشنی میں محتسب کی شرائط، آداب اور دائرہ کار

CONDITIONS, TERMS, RULES AND JURISDICTIONS OF THE OMBUDSMAN IN THE LIGHT OF ISLAMIC LAW

ڈاکٹر عرفان اللہ *

ساجد محمود **

DOI: 10.6084/m9.figshare.3412645
Link: https://dx.doi.org/10.6084/m9.figshare.3412645.v1

ABSTRACT:

No nation in the past or present ever denied the importance of accountability. This is because good and bad people live together whose thinking and thoughts are strikingly different. To stop evils from prevailing in the society, there must be accountability of the perpetrators of these evils. Islamic teachings stand tall among all the religions and legal systems because to bid the good and forbid the evil is considered an integral part of an Islamic state. By reflecting on the history of Islam one cannot find any period (from the Holy Prophet Muhammad (S.A.W) to the age of Mughal in India) without the system of accountability. In Banu-Abbas period there had been proper legislation for this purpose and a separate department of accountability was set up. With the passage of time the system underwent position changes, department of accountability lie between the law enforcing agencies and department for Justice. But in certain circumstances this attains in position of the department of Justice and in other circumstances it became the department of the enforcement. This Article discusses the criteria for the selection of Ombudsman, rules and regulations of his office and his powers (Limitations). It also differentiate between Muhtasib Mutawali (Ombudsman who appointed by government) and Muhtasib Mutatawigh (Ombudsman who has not appointed by government but work

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈپارٹمینٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، یونیورسٹی آسائنس اینڈ ٹیکنولوجی بنو۔ برقی پتا:Ghunza_2011@yahoo.com

** لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ و مطالعہ مذاہب، جامعہ ہزارہ، مانسہرہ برقی پتا:sajidzbi@gmail.com

voluntarily). The history of the concept and functions of accountability from Banu Abbas to Khilafat e Usmania and to Mughal dynasty has also been highlighted.

KEYWORDS: Islam, Ombudsman, Banu Abbas, Usmani Khilafat, Mughal Dynasty.

کلیدی الفاظ: اسلام، محتسب، بنوعباس، عثمانی خلافت، سلطنت مغلیہ

اگر تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دنیا میں جتنی بھی اقوام گزری ہیں سب کے ہاں احتساب کا محکمہ یا محتسب کا عہدہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور تھا۔ عہد اسلامی میں اگر دیکھا جائے تو ابتداء میں نبی کریم ﷺ بذات خود ایک محتسب تھے اور پھر یہی صفت خلفاء راشدین کی ذوات میں بھی بطور اکمل موجود تھی، لیکن جب سلطنت اسلامیہ کے سرحدیں وسیع ہوتی گئیں تو اس عہدے کو سرکاری حیثیت دی گئی اور یوں اس کے قوانین وضوابط بھی سامنے آگئے۔ محتسب کا عہدہ قضاء کے عہدہ کے بعد ایک اہم عہدہ ہے کیونکہ اس کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔

احتساب کا لغوی معنی:

ابن منظور افریقی نے اپنی کتاب لسان العرب میں اس کا معنی یہ لکھا ہے:

الاحْتِسابُ طَلَبُ الأَجْر والاسم الحِسْبَةُ بالكسر وهو الأَجْرُ۔

"احتساب اجر کے طلب کرنے کو کہتے ہیں"۔ [۱]

احتساب کا اصطلاحی معنی:

الْحِسْبَةُ هِيَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ إِذَا ظَهَرَ تَرَكَهُ وَنَهْيٌ عَنْ الْمُنْكَرِ إِذَا أُظْهِرَ فَعَلَهُ۔[۲]

"احتساب شرع میں امر بالمعروف کو کہتے ہیں جب کہ اس معروف کو لوگ ترک کر دیں، اور نہی عن المنکر کو کہتے ہیں جب کہ لوگ اس کا ارتکاب کرنے لگے"۔ اور یہی تعریف ابو یعلی الفراء نے بھی اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں ذکر کی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت:

۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کا اہم عنصر اور ایک ایسا رکن ہے جس کو قائم کرنے کے لئے انبیاء ومرسلین کو مبعوث کیا گیا۔ اسی اہمیت کو قرآن پاک ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون۔ [۳]

"اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف لوگوں کو دعوت دیا کریں اور نیک کاموں کا حکم کیا کریں اور ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں"۔

حدیث میں بھی اس کی اہمیت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عن حذيفة عن اليمان : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم۔ [٤]

"حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تمہارے اوپر عذاب نازل کر دے۔ اس وقت تم دعا کرتے رہو گے اور تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی"۔

محتسب کی اقسام:

۱: محستب شرعی　۲: محتسب عرفی

۱: احتساب شرعی:

اس میں عمومیت پائی جاتی ہے یعنی مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کہتے ہیں۔

۲: احتساب عرفی:

ابتداء اسلام میں تو خلفاء اور حکام بنفس نفیس اس فریضے کو انجام دیتے تھے اور اس معاملے میں کسی قسم کی مداخلت کو برداشت نہیں کرتے تھے لیکن جب اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور خلفاء کے لئے یہ ناممکن ہو گیا کہ دور دراز علاقوں کی کڑی نگرانی کر سکیں تو باقاعدہ محکمہ احتساب کی ضرورت پیش آئی۔ ابتداء میں نہ تو لفظ احتساب استعمال ہوتا تھا اور نہ ہی محتسب بلکہ بازار کے امور کی نگرانی کے لئے کسی شخص کو حکومت کی طرف سے مقرر کیا جاتا جس کو صاحب

السوق یاعامل السوق کہاجاتا تھا۔ اس شخص کے ذمے خرید وفروخت کی نگرانی، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں دھوکا، حرام مال کی خرید وفروخت، سودخوری اور اس طرح کی تمام غیر مشروع اشیاء کی روک تھام تھالیکن مامون کے دور میں چونکہ اسلامی سلطنت کا دائرہ زیادہ وسیع ہو گیا تھاتو محکمہ احتساب کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ ۵

محتسب متولی اور محتسب متطوع میں فرق:

محتسب متولی:

اس کو کہتے ہیں جسے حکومت کی طرف سے احتساب کے لئے مقرر کیا جائے۔

محتسب متطوع:

وہ شخص ہوتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ حکومت نے اس کو اس عہدہ کے لئے مقرر نہ کیا ہو۔

محتسب متولی اور محتسب متطوع کے درمیان نو طرح سے فرق ہے۔

۱: محتسب متولی پر احتساب کی ذمہ داریاں حکومت کی طرف سے عائد کی جاتی ہیں جب کہ محتسب متطوع امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو فرض کفایہ کے طور پر ادا کرتا ہے۔

۲: محتسب اس فریضے کی ادائیگی کے علاوہ دوسرے کاموں میں مشغول نہیں ہوسکتا جب کہ متطوع دوسرے مشاغل میں بھی مصروف ہوسکتا ہے کیونکہ یہ اس کے لئے نوافل کے درجہ میں ہے۔

۳: بوقت ضرورت عوام محتسب کی خدمات طلب کرسکتے ہیں جب کہ متطوع کی خدمات طلب نہیں کی جاسکتی۔

۴: بوقت طلبی محتسب کو عمل احتساب ادا کرنا فرض ہے جب کہ متطوع کے لئے ضروری نہیں۔

۵: محتسب متولی پر فرض ہے کہ اگر لوگ عمداً اوامر کو ترک کررہے ہوں تو ان کا پتہ لگائے اور ان کا احتساب کرے جب کہ متطوع پر پتہ لگانا لازمی نہیں ہے۔

۶: کسی معروف کو قائم کرنے اور کسی منکر کو رد کرنے کے لئے متولی اپنے مددگاروں سے مدد طلب کرسکتا ہے جب متطوع جماعت انصار کو طلب نہیں کرسکتا۔

۷: محتسب تعزیر کر سکتا ہے لیکن متطوع کو تعزیر کا اختیار نہیں ہے۔

۸: متولی کو بیت المال سے باقاعدہ تنخواہ ملے گی جب متطوع کو کسی قسم کی اجرت نہیں دی جائے گی۔

۹: شرعی امور کے علاوہ عرفی امور میں متولی اپنے اجتہاد سے فیصلہ کر سکتا ہے جب کہ متطوع ایسا کرنے کا مجاز نہیں ہے۔[٦]

تقرر محتسب کے شرائط:

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں محتسب کے لئے پانچ شرائط ذکر کی ہیں۔

۱: محتسب مکلف ہو، یعنی نابالغ، مجنون اور فاتر العقل نہ ہو۔

۲: مسلمان ہو کیونکہ کافر کو مسلمانوں کا محتسب نہیں بنایا جاسکتا۔

۳: محستب صاحب عدالت ہو یعنی خود فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو۔

۴: حکومت کی طرف سے اس کی یہ ڈیوٹی لگادی گئی ہو، یعنی محتسب متولی ہو محتسب متطوع نہ ہو۔

۵: احکام احتساب کو نافذ کرنے پر قادر بھی ہو کیونکہ اگر قادر نہ ہو تو پھر محتسب کیسے بن سکتا ہے؟[٧]

آداب محتسب:

۱: محتسب کے لئے ضروری ہے کہ برائی کے جن کاموں سے وہ لوگوں کو منع کرتا ہو، خود بھی اس سے بچنے کا اہتمام کرلے، اور جن کاموں کا لوگوں کو کرنے کا حکم کرتا ہو خود بھی اس کے کرنے کا اہتمام کرے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔[٨]

"اے ایمان والوں تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ امر سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم ایسی باتیں کہو جو کرتے نہیں ہو۔"

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے:

عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : مررت ليلة أسري بي على قوم تقرض شفاههم بمقاريض من نار قلت ما هؤلاء قال هؤلاء خطباء أمتك من أهل الدنيا كانوا يأمرون الناس بالبر

وينسون أنفسهم وهم يتلون الكتاب أفلا يعقلون۔[9]

"انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میں میں نے بہت سے ایسے لوگ بھی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن اپنی ذات کو فراموش کر دیتے تھے (خود عمل نہیں کرتے تھے)"

۲: محتسب کو چاہیے کہ احتساب کی ادائیگی کے وقت صرف رضاء الٰہی کو مد نظر رکھے۔

۳: محتسب کو چاہیے کہ اپنی ظاہری وضع قطع بھی شریعت کے مطابق رکھے، یعنی اوباش لوگوں کی وضع اور لباس سے پرہیز کرے۔

٤: محتسب کے لئے ضروری ہے کہ تمام معاملات میں اس کا دل ہر قسم کی لالچ اور طمع سے پاک ہو۔ تحفے تحائف قبول نہ کرے اور عوام الناس کے ساتھ میل جول نہ بڑھائے کیونکہ اس طرح سے اس کا رعب کم ہو جائے گا۔

۵: محتسب نرم خو، خوش گفتار اور خوش خلق ہو کیونکہ بد اخلاقی، بدمزاجی اور بدزبانی سے اصلاح کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔[10]

بعض علماء نے کچھ اور اضافی صفات کا ہونا بھی محتسب کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ جیسے کہ سیرۃ نبوی ﷺ، صحابہ اور نیک و مصلح لوگوں کے تجربات سے بھی باخبر ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر علاقے کے رسم رواج، تہذیب و ثقافت اور لوگوں کی عادات سے بھی واقف ہو۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بہادر ہو کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نفاذ میں اس کو مشکلات بھی پیش آئیں گی تو یہ اس سے نہ گھبرائے۔[11]

محتسب کا دائرہ کار:

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ محتسب کا عہدہ دائرہ اختیار کے حوالے سے بعض صورتوں میں عہدہ قضاء کے برابر ہے اور بعض صورتوں

میں اس سے کم ہے اور بعض صورتوں میں عہدہ قضاء سے ارفع ہے۔ اور یہی حال عہدہ مظالم (اس کو فوجداری محکمہ

کہا جاتا ہے۔ یعنی دو فریق ایک دوسرے پر ظلم وتعدی کریں تو والی مظالم ان کو زبردستی یاڈرادھمکا کر قاضی کی عدالت میں پیش کرسکتا ہے) کے ساتھ بھی ہے۔ جن باتوں میں محتسب قضاء کے برابر ہے اس میں پہلا یہ کہ محتسب کے ہاں حقوق الناس میں تین چیزوں کا دعوٰی کیا جاسکتا ہے۔

۱: ناپ تول کی کمی کا دعوٰی۔

۲: مبیع یا ثمن میں دخل اور کھوٹ کا دعوٰی۔

۳: واجب الاداء دین کو باوجود قدرت کے نہ دینے یا ٹالنے کا دعویٰ۔ اور یہی دعوے قاضی کے سامنے بھی کئے جاسکتے ہیں۔

دوسری بات جس میں محتسب عہدہ قضاء کے برابر ہے وہ یہ ہے کہ محتسب مدعیٰ علیہ کو حق واجب الاداء پر مجبور کرسکتا ہے لیکن یہ صرف ان حقوق میں ہوسکتا ہے جس کی سماعت کرنے کا اس کو اختیار ہو۔

جن دو باتوں میں محتسب کا عہدہ قضاء کے عہدہ سے کم ہے، وہ یہ ہے۔

۱: محتسب کو عام دعوں کی سماعت کا حق نہیں ہے۔ منکرات ظاہری کے علاوہ عقود، معاملات، حقوق کے تمام دعوے اس کے پاس نہیں کئے جاسکتے اور نہ اس قسم کے دعوں میں محتسب احکام نافذ کرنے کا مجاز ہے۔

۲: محتسب کی کاروائی ان امور میں نافذ ہوگی جن کا مجرم اعتراف کرے لیکن جن امور میں طرفین انکار اور مخاصمہ کریں تو محتسب اس میں مداخلت نہیں کرسکتا۔

جن دو باتوں میں محکمہ احتساب محکمہ قضاء سے زائد ہے وہ یہ ہیں:

۱: محتسب خود تلاش و تجسس کرکے ایسے مقدمات پکڑ سکتا ہے جن کا تعلق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ساتھ ہو۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی آکر دعویٰ کرے گا تو تب یہ کوئی کاروائی کرے گا جب کہ قاضی دعویٰ کا انتظار کرے گا۔

۲: محتسب اپنے فرض منصبی کو انجام دینے اور منکرات کی روک تھام کے سلسلے میں سلطنت کے دباؤ اور سختی کو کام میں لاسکتا ہے اور ایسا کرنے سے اس کو ظالم اور جابر نہیں کہاجائے گا جب کہ قاضی کا منصب عدل وانصاف کا ہے اس لئے اس کے کام میں تحمل اور صبر کی ضرورت ہے۔

محکمہ احتساب کی محکمہ مظالم سے مشابہت دو باتوں میں ہے۔

ا: ان دونوں کی وضع میں سلطنت کا مخصوص رعب اور ہیبت داخل ہے۔

۲: ان دونوں محکموں کو ازخود کھلم کھلا ظلم و تعدی کا روکنا اور نیک چلنی اور امن قائم کرنا جائز ہے۔

محکمہ احتساب کا محکمہ مظالم سے فرق بھی دو حیثیت سے ہے۔

ا: محکمہ مظالم کا عہدہ ان امور کے لئے ہے جن کی انجام دہی سے قاضی عاجز ہوں اور محکمہ احتساب ان امور کے لئے ہے جن سے قاضیوں کو روک دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ والی مظالم کا عہدہ اعلیٰ ہے اور محتسب کا ادنی۔ اسی لئے تو والی مظالم قاضی اور محتسب کو فرمان بھیج سکتا ہے جب کہ قاضی والی مظالم کو فرمان نہیں بھیج سکتا البتہ محتسب کو بھیج سکتا ہے۔ محتسب نہ تو والی مظالم کو فرمان بھیج سکتا ہے اور نہ قاضی کو۔ [۱۲]

محکمہ احتساب اور مسلم حکومتیں:

اگرچہ احتساب کا عمل تو اسلام کے روز اول سے جاری رہا لیکن اس محکمہ کا باقاعدہ آغاز مامون کے دور حکومت سے ہوا اور بہت جلد مشرق اور مغرب میں احتساب کے محکمے بنائے گئے۔ سلطنت عثمانیہ میں بھی اس محکمے کو اس کے تمام لوازمات کے ساتھ باقی رکھا گیا، البتہ منڈیوں کی نگرانی کے ساتھ ساتھ محتسب کو ٹیکس عائد کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی اور حکومت کے واجبات بھی محتسب کا عملہ ہی وصول کرتا تھا۔ سلطنت عثمانیہ میں احتساب کے اولین ضوابط سلطان بایزید کے عہد حکومت (۸۸۸ء۔ ۹۱۸ء) میں وضع کئے گئے۔ اس کے بعد سلطان سلیم اول، سلیمان اول، سلیم دوم، مراد سوم، مراد چہارم، اور محمد چہارم کے عہد میں اس پر اضافے کئے گئے۔ سلطنت عثمانیہ میں ۱۸۵۴ء تک محکمہ احتساب کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا۔

خلافت عباسیہ کے اختتام کے بعد ایران میں جو مختلف حکومتیں بنیں، سب نے محکمہ احتساب کو برقرار رکھا اور یہ سلسلہ بیسویں صدی تک برقرار رہا لیکن جب رضا شاہ پہلوی نے جدید عدالتیں قائم کیں تو احتساب کے اکثر امور کو جدید عدالتوں کے سپرد کیا گیا۔

برصغیر پاک وہند کے اکثر مسلمان حکمرانوں نے اپنے دور حکومت میں احتساب کا نظام نافذ کیا جن میں قابل ذکر

غیاث الدین بلبن (۶۶۴۔۶۸۶ھ)، فیروز شاہ تغلق (۷۵۲۔۷۹۰ھ)، سکندر لودھی (۸۹۴۔۹۲۳ھ) اور اورنگ زیب عالمگیر ہیں۔[13]

خلاصہ:

احتساب کی اہمیت کے پیش نظر مسلمان حکمرانوں نے نہ صرف یہ کہ اس کو قانونی حیثیت دی بلکہ اس کے لیے قواعد و قوانین کی تدوین کے ذریعے پوری دنیا کے لئے ایک رول ماڈل بھی تیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ کئی صدیوں سے لے کر آج تک اس عہدہ کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر آج بھی مسلم ممالک احتساب کے اس نظام کو اپنے اسلاف کے بنائے ہوئے طریقے پر چلائیں تو یقیناً یہ نظام جرائم کی روک تھام کے لئے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہو سکتا ہے۔

مراجع واحواشی

[1]: الافریقی، محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱/ ۳۱۴۔

[2]: الماوردی، علی بن محمد بن محمد، ابو الحسن، الاحکام السلطانیہ: ۱/ ۴۸٦، باب: فی احکام الحسبۃ، طبع نامعلوم۔

[3]: آل عمران: ۱۰۴۔

[4]: ابو عیسی الترمذی، محمد بن عیسی، سنن: ۴/ ۴٦۸، رقم، ۲۱٦۹، باب: الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، داراحیاء التراث العربی۔ بیروت۔

[5]: ابن الاخوۃ، محمد بن محمد بن احمد، القرشی (۷۲۹ھ)، معالم القربۃ فی طلب الحسبۃ: ۱/ ۳، باب: فی شرائط الحسبۃ وصفۃ المحتسب، طبع نامعلوم۔

[6]: ایضاً۔

[7]: غزالی، ابو حامد بن محمد، احیاء علوم الدین (مترجم)، ۲/ ۲۰٦۔۲۱۷، باب: امر بالمعروف کے ارکان و شرائط، پراگریسیو بکس، اردو بازار۔ لاہور۔

[8]: سورۃ الصف: ۲، ۳۔

[9]: ابو عبد اللہ الشیبانی، احمد بن حنبل، مسند: ۳/ ۱۸۰، رقم، ۱۲۸۷۹، مسند انس بن مالک، مؤسسۃ قرطبہ، قاہرہ۔

[10]: ابن الاخوۃ، محمد بن محمد بن احمد، القرشی (۷۲۹ھ)، معالم القربۃ فی طلب الحسبۃ: ۱/ ۸۔۱۱، باب: فی شرائط الحسبۃ وصفۃ المحتسب۔

[11]: البیتی، عبد الرحمن بن حسن، اضاءات علی طریق المحتسبین: ۱/ ۲۱، طبع نامعلوم۔

[12]: الماوردی، علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیہ (مترجم): ص، ۳۷٦، باب: فی احکام الاحتساب، قانونی کتب خانہ، لاہور۔

[13]: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۸/ ۲۰۰۔۲۰۷، مادہ، حسبہ، دانش گاہ پنجاب۔ لاہور، طبع ۱۹۷۳ء۔